Vol.6 No.3 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

صوبیدار غلام علی بلبل کی مزاحیہ شاعری

ڈاکٹر محمد شفیق

(پنجاب) پاکستان رینجرز

ڈاکٹر سید امیر کھوکھر

لیکچرار اُردو گورنمنٹ زمیندار گریجویٹ کالج ، گجرات

Abstract:

Asakar and their unique bondage with Urdu literature indicate that the military environment is literature savy. Many literary blossoms blossomed in the Urdu journals issued by the military circles while providing quality entertainment material. A soldier's passion for martyrdom is embraced in the Khar Valley, so the Soldier's way of life is a unique one. In military culture, these routine events are taken lightly and humor is an integral part of that culture. In Urdu comics, the Armed Forces of Pakistan inherited unforgettable literary creations and writings while raising the banner of victory. Due to their unavailability in the public sphere, these creators lost their legitimate literary status. Prominent among these anonymous poets is "Subedar Dar Ghulam Ali Bulbul". Despite living a difficult life in the military, Bubble's temperament is full of humor and cheerfulness. Fazil Shaer started his writing career with the unparalleled magazine "Hilal" of the Armed Forces of Pakistan. He did a great job with his pen by expressing his thoughts and philosophy in a humorous style. Ghulam Ali Bulbul proved himself a poet at the feet of Syed Zameer Jafari by showing the miracles of pen. Thematic diversity in his poetic works sets him apart from other poets. He has a keen eye on military, social and societal attitudes. His extravagance will surely be appreciated in the Urdu world for a long time to come.

شستہ و شگفتہ اور رواں مزاحیہ اسلوب میں شاعری سیاسی، قانونی اور مذہبی جبر کے خلاف آفاقی جذبہ آزادی کے اظہار کا نام ہے۔ غلام علی بلبل قدرے غیر معروف شاعر ہی سہی مگر ان کا شمار پاک فوج کے اہم شعرا میں ہوتا ہے۔ ان کی مزاحیہ شاعری کا کینوس کافی وسیع ہے جس پر ٹیڑھی میڑھی، چھوٹی بڑی بہت سی لکیریں، کہیں تیز کہیں ہلکے رنگ جن میں بعض مقامات پر طنز آمیز مزاح کے رنگوں کی آمیزش نے ایک انفرادیت عطا کر رکھی ہے۔

"بلبل ۱۶ اپریل ۱۹۱۶ کو بانڈی پورہ (سری نگر) میں پیدا ہوے۔"(۱)

آباواجداد کا تعلق کشمیر سے تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے نام کے ساتھ کاشمیری کا لاحقہ استعمال کرتے تھے۔ کشمیر کو علامتی انداز میں "زعفران زار" سے نسبت دے کر لکھتے ہیں:

"جس "زعفران زار" سے نسبت ہے آج تک
خوشبو میرے سخن میں اسی زعفران کی ہے۔"(۲)

انہوں نے ابتدائی تعلیم سری نگر سے حاصل کی۔ میٹرک کے بعد سری پرتاپ سنگھ کالج سری نگر میں داخلہ لیا۔ ۱۹۳۷ء میں اسی کالج سے گریجویشن مکمل کرنے کے بعد لوئر ہائی اسکول کارگل سے بطورِ سیکنڈ ہیڈ ماسٹر تدریسی خدمات کا آغاز کیا۔ ۱۹۴۲ء میں ڈوگرہ حکومت نے بی ٹی کے لیے وظیفہ مقرر کیا اور محکمانہ طور پر تربیت کے لیے ٹریننگ کالج جموں بھجوا دیے گئے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران ۱۹۴۳ء میں برطانوی افواج کی آرڈیننس کور میں بطورِ سپاہی کلرک شمولیت اختیار کی۔ قیام پاکستان

Vol.6 No.3 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

کے بعد پاک فوج کا حصہ بنے اور آرمی ایجوکیشن کور میں جونئیر کمیشن حاصل کیا۔ ازاں بعد شادی کی۔ ان کے دو بچے ہیں۔ بیٹے کا نام نعیم اور بیٹی کا نام فوزیہ ہے۔ بطورِ صوبیدار فوج سے سبک دوش ہوئے۔

ادبی سفر کا آغاز:

"بلبل نے شاعری کا آغاز برطانوی فوجی جریدے "جوان" سے کیا۔ فوجی ترجمان "ہلال"، "تعلیم" اور "قاصد" میں بھی ان کی شاعری چھپتی رہی۔" (۳)

ادبی تصانیف:

ا۔ خندہ گل

غلام علی بلبل کا کلام مختلف اوقات میں عسکری رسائل و جرائد میں شائع ہوتا رہا۔ بعدازیں ۱۹۸۷ء میں ادارہ فروغ اردو لاہور نے اسے پہلی مرتبہ چھاپا۔ بلبل کی شاعری میں ایک موضوعاتی تنوع ہے۔ انہوں نے الفاظ کی صنعت گری اور جدید اصطلاحات کی باہمی آمیزش سے تخلیقی تجربے کا فن کارانہ اظہار کیا۔ ان کے اس مجموعہ کلام کے متعلق ڈاکٹر شاکر کنڈان کا کہنا ہے:

"یہ بلبل ایک مدت سے چہک رہا ہے۔ کبھی اس شاخ پر اور کبھی اس ٹہنی پر، کبھی برما کے جنگلوں میں تو کبھی کشمیر کی وادیوں میں، کبھی پاکستان میں پرخلوص دوستوں کے ساتھ تو کبھی انگلستان کے دلبروں کی محفل میں۔" (۴)

بنیادی طور پر غلام علی بلبل کا شمار فوج کے ان چند ابتدائی شگفتہ نگاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے جدت طرازی اور اچھوتے اسلوب سے عسکری فکاہیہ ادب کی آبیاری کی۔ انہوں نے باریک بینی سے عسکری معمولات کے اہم کرداروں کو پرکھا اور پھر اسے مزاح کی شکر میں ملفوف کر کے قارئین ادب کی ضیافت طبع کے لیے پیش کر دیا۔ ان کے پر تاثیر مزاحیہ اسلوب کے متعلق سید ضمیر جعفری کی دلیل ہے کہ:

"مزاح گو شعراء کے جھرمٹ میں اس کی انفرادی خصوصیت میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ مزاح، مزاح کے درمیان بیٹھ کر لکھتا ہے۔۔۔۔۔ اس کا شعر اپنی قامت سے زیادہ اپنی معنویت میں پڑا ہوتا ہے۔ وہ اتنا ہی پر شکوہ ہے جتنا کہ پر تاثیر۔" (۵)

فوجی ملازمت مکمل کرنے کے بعد بلبل برطانیہ چلے گئے۔ جہاں انہوں نے انگریزی تہذیب و تمدن کے مشاہدات کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ ان کی اس واحد ادبی تصنیف میں بلبل کے تجربات کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ گوروں کے متعلق بلبل ایک خاص زاویہ نگاہ رکھتے ہیں۔ اپنے ذاتی تجربات اور مشاہدات کی بنیاد پر تجزیہ کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں:

"نہ ہوتا خون گوروں کا نہ کالا خون کالوں کا
ہم کیوں سرگراں ہیں ٹام اور ہر نام لندن میں"(۶)

کئی مشرقی مردوں نے گرین کارڈ کے حصول کے لیے دیار غیر میں شادی کی۔ مفاد پرستی اور نظریہ ضرورت کے اس تجربے کو منفرد طنزیہ انداز میں بیان کرتے ہوئے ان کے قلم نے شگفتگی کے پھول کھلائے ہیں:

"عقد ثانی کر لیا ہے شیخ نے گوری کے ساتھ
پھیلتا جاتا ہے اسلام لندن شہر میں"(۷)

ان کی بذلہ سنجی قابل تحسین اور لائق توجہ ہے۔ باذوق اور ناقدانہ نظر رکھنے والے قارئین ہر دور میں اسے سراہیں گے۔ ان کی شاعری محدود عسکری قارئین تک محدود رہی اور اردو ادب کے وسیع حلقے تک اس کا تعارف نہ ہو سکا۔ یہی وجہ ہے کہ بلبل اپنی وسعت قلبی، نکتہ آفرینی اور ظرافت نگاری کی داد و تحسین سے محروم رہے،

Vol.6 No.3 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

جس کے وہ مستحق تھے۔ فکری و فنی ہر دو اعتبار سے ان کی شاعری کا درجہ کسی بھی طرح سید ضمیر جعفری کی شاعری سے کم تر نہیں ہے۔ ان کی شعری خدمات ایک مبسوط تحقیقی و تنقیدی مقالے کی متقاضی ہیں۔ یہاں طوالت سے پہلو تہی کرتے ہوئے صرف چند شعری اوصاف کو شامل کیا جائے گا۔

تہذیبوں کے تصادم اور انسانی المیے کے متعلق بلبل کا مترنم استخراج:

لگے قتل کرنے وہ ایٹم بموں سے
بشر لوٹ کر جانور ہو گئے ہیں (۸)

مشرقی تہذیب میں نام نہاد پیروں کے معاشرتی مقام اور ان کے طرزِ عمل کے متعلق یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

روٹیاں دس باجرے کی، دیگچہ اک کھیر کا
ناشتہ ہوتا ہے اکثر یہ ہمارے پیر کا(۹)

انہوں نے اپنی شاعری میں تضمین کے عمدہ استعمال سے شاعری کو قاری کے لیے دل چسپ اور زود ہضم بنا دیا ہے:

سنا ہے کہ لندن میں الو کے پٹھے
رگ گل سے بلبل کے پر باندھتے ہیں(۹)

سیاستدانوں پر ان کا طنزیہ انداز بھی لائق تحسین ہے:

کچھ دن یہی مذاق سیاست اگر رہا
مرغے لڑیں گے مجلسِ" آئین ساز" میں(۱۱)

اُردو شاعری کا رقیب بھی ان کی نگارشات عالیہ میں اپنے دکھڑے سناتا ہے:

کاش محبوب مرا گرمی میں کولر ہوتا
کیا مزے ہوتے جو سردی میں وہ ہیٹر ہوتا

میں تو کچا ہی چبا جاتا رقیب اپنے کو
وہ جو غصے میں کبھی لال ٹماٹر ہوتا(۱۲)

مشینی ترقی کے بارے ان کے قلم حقیقت رقم یوں نوحہ کناں ہے:

مشینوں کے تھنوں کا دودھ پی کر یاد آتا ہے
گوالن اور ہوتی ہے گوالے اور ہوتے ہیں(۱۳)

بلبل کے ہاں سراپا نگاری میں بھی فن کارانہ مہارت رکھتے ہیں۔ سراپا نگاری کے جملہ لوازمات سے نہ صرف آگاہ و آشنا ہیں بلکہ ان کا بر محل استعمال ان کی شاعری کو مزید جاذب نظر و دل ربا بنا دیتا ہے۔ سراپا نگاری کا عمدہ انداز بھی ملاحظہ ہو:

ہزاروں سال سے پولیس کی تفتیش جاری ہے
حسینوں کی قمر کو وہ ہمیشہ لا پتہ سمجھے(۱۴)

مغربی تہذیب ایک عرصے سے مشرقی تہذیب وتمدن پر گہرے اثرات مرتسم کر رہی ہے۔اردو شعرا نے ان اثرات کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے۔بلبل نے بھی مشرقی ثقافت پر مغرب کے اثرات کو ایک خاص بیانیے اور اسلوب سخن سے بیان کر کے قلمی فریضہ بہ طریق احسن نبھایا:

مشرقی بیگم ہوئی مغرب کی میڈم کی طرح
بوجھ اس کا اٹھاتا مرد ٹم ٹم کی طرح

دیس بھی بدلا ہے بلبل بھیس بھی ماحول بھی
ہو سکا پھر بھی نہ گورا رنگ ولیم کی طرح(۱۵)

بلبل کی نگارشات کے تنقیدی مطالعے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ انہوں نے مختلف شعبہ ہائے حیات اور متعدد معاشرتی موضوعات کے شیریں و تلخ حقائق کو اپنی فکاہیہ نگارشات کا موضوع بنایا۔ان کی شاعری میں ایک طرف سپاہیانہ دم خم موجود ہے تو دوسری جانب اُنہوں نے معاشرتی فرائضہ انجام دیتے ہوئے حق آئینہ داری بھی ادا کیا۔ان کا کلام معاشرتی طبقے کی نمائندگی کرتا ہے اور اس پر تصنع اور تکلف کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔انہوں نے سماجی رویوں، معاشرتی کرداروں اور تہذیبی اقدار کو موضوع سخن بناتے ہوئے قلم کاری کا منصبی فریضہ ادا کیا۔ان کی شاعری اردو کے باذوق قارئین کو دعوت فکر دے رہی ہے۔

مشرق سے طلوع ہونے والا اردو شاعری کا یہ ستارہ ۱۹۹۸ء میں لندن میں غروب ہو گیا۔مگر اس کی شعاعیں ادبی دنیا کے آفاق کو ہمیشہ روشن کرتا رہے گا اور فکاہیہ نگارشات کا ذوق رکھنے والے قارئین ہمیشہ بلبل کے اشعار سے شادکام ہوتے رہیں گے۔

حوالہ جات

۱۔ شاکر کنڈان،''اردو ادب اور عساکر پاکستان جلد اول حصہ اول''، ص،۲۸۲

۲۔ غلام علی بلبل، صوبے دار،''خندہ گل''لاہور:ادارہ فروغ ادب،۱۹۸۷ء، ص،۱۹۰

۳۔ ڈاکٹر شاکر کنڈان سے فون پر گفتگو:مورخہ ۱۲ جنوری ۲۰۲۲

۴۔ شاکر کنڈان، کیپٹن،''اردو ادب اور عساکر پاکستان جلد اول حصہ اول''، ص،۲۸۲

۵۔ غلام علی بلبل،''خندہ گل''،''بلبل شیریں از ضمیر جعفری''، ص،۲۳

۶۔ ایضاً، ص،۳۲

۷۔ ایضاً، ص،۳۶

۸۔ ایضاً، ص،۱۳۴

۹۔ ایضاً، ص،۱۲۵

۱۰۔ ایضاً، ص،۱۳۷

۱۱۔ ایضاً، ص،۱۳۰

۱۲۔ ایضاً، ص،۱۴۴

۱۳۔ ایضاً، ص،۱۲۴

۱۴۔ ایضاً، ص،۱۲۲

۱۵۔ ایضاً، ص،۱۴۳